اکائی۲ مسلمانوں کی فتح

۲۔۱ مقصد

۲۔۲ تمہید

۲۔۳ فتح اندلس کے محرکات

۲۔۴ فتح اندلس

۲۔۵ خلافت مروانیہ سے پہلے

۲۔۶ قرطبہ کی مروانی سلطنت

۲۔۷ خلافت مروانیہ کا زوال

۲۔۸ ملوک الطّوائفی

۲۔۹ مرابطین کی حکومت

۲۔۱۰ موحدین کی حکومت

۲۔۱۱ بنوالأ حمر کی حکومت

۲۔۱۲ خلاصہ

۲۔۱۳ نمونے کے امتحانی سوالات

۲۔۱۴ فرہنگ

۲۔۱۵ مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

اکائی ۲ مسلمانوں کی فتح

۲۔۱ مقصد

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ یہ جان سکیں گے کہ جزیرہ نمائے اندلس پر آخری عیسائی قوم گاتھوں کی حکومت کا خاتمہ ہونے کے بعد کس طرح مسلمانوں نے اس علاقہ پر تسلط قائم کیا اور موسی بن نصیر اور اس کے نائب طارق بن زیاد کی بے مثال قربانیوں سے یہ علاقہ فتح ہو کر مروانی سلطنت کے زیرنگیں ہو گیا پھر اس کے زوال کے بعد طوائف الملوکی کا زمانہ آیا اس کے بعد مغرب عربی کے مرابطین اور موحدین یکے بعد دیگرے اس علاقہ پر حکومت کرتے رہے، اور اخیر میں اسپین کے عیسائی امراء اپنا تسلط بڑھاتے رہے پھر مسلمانوں کے آخری عہد میں بنوالاحمر کی سلطنت غرناطہ تک سمٹ گئی۔

۲۔۲ تمہید

عیسائی اسپین کے فتح اسلامی کا سہرا موسی بن نصیر اور اس کے نائب طارق بن زیاد کے سر جاتا ہے، انہیں کی کاوشوں سے دمشق سے واپس آئے مروانیوں نے اندلس پر ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کی اور ڈیڑھ سو برس تک قائم رہی، پھر ملوک الطوائف کی حکومت ۴۲۲ھ سے ۴۸۴ھ تک رہی، پھر مرابطین کی حکومت ۵۴۲ھ تک قائم رہی، پھر موحدین نے اپنا تسلط ۶۲۸ھ تک جاری رکھا، اور آخر میں بنوالأحمر نے ڈھائی سو سال تک شاندار حکومت کی جس کا دارالسلطنت غرناطہ تھا۔

۲۔۳ فتح اندلس کے محرکات

مسلمانوں کی فتح اندلس کے بارے میں کچھ بیان کرنے سے پہلے چند بنیادی حقائق جاننا ضروری ہیں وہ یہ کہ افریقہ اور مغرب کی زمام نظم موسی بن نصیر کے ہاتھ میں تھی اور شمالی مراکش میں عربوں کا اقتدار مستحکم ہو چکا تھا،

دوسرے یہ کہ گاتھوں کی حکومت حد درجے غیر مقبول بلکہ ناقابل برداشت تھی عوام اس سے نجات پانے کے لئے بے تاب تھے، تیسرے اندلس کی فتح کا سہرا موسی بن نصیر اور اس کے نائب اور آزاد کردہ غلام طارق بن زیاد کے سر ہے۔

موسی بن نصیر اور طارق بن زیاد کے اندلس پر حملہ کے لئے بہت سے اسباب فراہم ہو گئے تھے مثلاً اندلس کے عوام کی حالات زار، گاتھوں کے ظلم و جور سے بیزاری جو صرف پادریوں کی دل داری کا خیال رکھتے تھے، عوام سے خود پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کے بے اعتنائی، یہاں تک کہ اندلس کے یہودی بھی مسلمان کا خیر مقدم کر رہے تھے جن پر عیسائیوں کی طرف سے برابر ظلم ہوتے رہتے تھے، نیز مسلمانوں کا حسن سلوک اہل اندلس کے لئے بطور خاص باعث کشش تھا۔

۴۔۲ فتح اندلس

مسلمانوں کے لئے فتح اندلس کی شروعات اس حملے سے ہوئی جو بربری سپہ سالار طریف کی سرکردگی میں جزیرۂ طریف پر رمضان ۹۱ھ/ جولائی ۷۱۰ء میں ہوا، طریف کی کامیابی کے بعد موسی بن نصیر کا نائب طارق بن زیاد سات ہزار کی جمعیت کے ساتھ باقاعدہ میدان جنگ میں کود پڑا اور ۹۲ھ میں اس نے اس پہاڑ کے قریب اپنے پاؤں جما لئے جو بعد میں طارق کے نام سے جبل الطارق (Gibralter) کہلایا۔

طارق کی فوج اور گاتھ بادشاہ لرزیق (Roderic) کی باقاعدہ فوج کے درمیان چند ہفتے بعد ۲۸ رمضان ۹۲ھ/ ۱۹ جولائی ۷۱۱ء کو وادی لطہ کے مقام پر فیصلہ کن جنگ ہوئی، جس میں گاتھوں نے شکست فاش کھائی، ان کے قدم ڈگمگا گئے اور وہ بھاگ نکلے، پھر گاتھ مملکت کے شہر یکے بعد دیگرے مسخر ہوتے چلے گئے، قرطبہ کو آزاد کردہ غلام مغیث نے ۹۳ھ مطابق ۷۱۱ء میں فتح کیا اور طلیطلہ پر کسی مقابلے کے بغیر ہی قبضہ ہو گیا۔

موسی بن نصیر نے تھوڑے ہی عرصہ بعد اسپین کا رخ کیا اور وہ اٹھارہ ہزار فوج کے ساتھ جن میں زیادہ تر عرب تھے رمضان ۹۳ھ/ جون ۷۱۲ء میں اسپین پہونچ گئے اور یکے بعد دیگرے اشبیلیہ اور ماردہ کو فتح کر لیا، طلیطلہ پر

موسیٰ اور طارق باہم مل گئے اور وہاں سے سرقسطہ کی تسخیر کے لئے آگے بڑھے۔ عین اسی موقع پر موسیٰ کو خلیفہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے حکم ملا کہ وہ طارق کے ساتھ شام واپس آ جائے، چنانچہ دونوں اسپین کو، جو تقریباً سارا فتح ہو چکا تھا، الوداع کہہ کر یہاں سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

۲۔۵ خلافت مروانیہ سے پہلے

موسیٰ بن نصیر مشرق کی جانب رخصت ہوئے تو ایک ایسے دور کا آغاز ہوا جس میں اس جدید مفتوحہ سرزمین پر حکومت کے لئے یکے بعد دیگرے کئی والی مقرر ہوتے رہے۔ انہیں یا تو دمشق کی مرکزی حکومت کی طرف سے اختیارات تفویض ہوتے تھے یا وہ قیروان کے برائے نام والی کے نمائندے ہوتے تھے۔ یہ زمانہ اندلس کی تاریخ کا غیر واضح دور ہے، جس میں عرب قبائل کی باہمی رقابتیں اسپین میں نئے سرے سے ابھر آئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں زبردست سیاسی انتشار پیدا ہو گیا۔ اس دور کے قابل ذکر واقعات محض یہ ہیں کہ گاتھوں کی سلطنت میں اسلامی اقتدار بڑھانے کی کئی ناکام کوششیں کی گئیں، برشلونہ، جرونہ اور نربونہ کی تسخیر، اہل تربونہ اور طلوشہ کے خلاف حملہ اور ۷۲۵ء میں وادی رودنہ میں برگنڈی تک یلغار، آخری کسی قدر بڑا حملہ عبدالرحمٰن الغافقی کی قیادت میں ہوا، جو خود لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

اس کے بعد اندلس میں عبدالرحمٰن الداخل کی حکومت ہو گئی۔

۲۔۶ قرطبہ کی مروانی سلطنت

عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام اندلس پہونچا تو اس نے اپنے گرد خاندان کے بہت سے افراد اور خیر خواہوں کو جمع کر لیا اور قرطبہ کے قریب وہاں کے گورنر یوسف بن عبدالرحمٰن الفھری کو شکست دی ۱۰ مئی ۷۵۶ء کو عبدالرحمٰن کے امیر اندلس ہونے کا اعلان ہو گیا۔

عبدالرحمٰن الثالث کے دعویٰ خلافت تک امرائے اندلس کی فہرست یہ ہے:

۱۔ عبدالرحمٰن الأول (الداخل) بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان ۱۳۸ھ/۷۸۶ء تا ۱۷۲ھ/۷۸۸ء

۲۔ابوالولید ہشام الاول بن عبدالرحمٰن الأول ۱۷۲ھ/ ۷۸۸ءتا ۱۸۰ھ/ ۷۹۶ء

۳۔ابوالمظفر المرتضی، الحکم الأول بن ہشام الأول ۱۸۰ھ/ ۷۹۶ءتا ۲۰۶ھ/۸۲۲ء

۴۔عبدالرحمٰن الثانی بن حکم الأول ۲۰۶ھ/۸۲۲ءتا ۲۳۸ھ/۸۵۲ء

۵۔محمد الأول بن عبدالرحمٰن الثانی ۲۳۸ھ/۸۵۲ءتا ۲۷۳ھ/ ۸۸۶ء

۶۔المنذر بن محمد الأول ۲۷۳ھ/ ۸۸۶ءتا ۲۷۵ھ/ ۸۸۸ء

۷۔عبداللہ بن محمد الأول ۲۷۵ھ/ ۸۸۸ءتا ۳۰۰ھ/۹۱۲ء

اندلس میں مروانی امارت ڈیڑھ سو برس سے زائد عرصے تک قائم رہی۔اس کے بعض قابل ذکر پہلو یہ ہیں: ہشام الأول کے پرامن عہد میں اسپین میں مالکی مذہب کی ترویج ،تقریبا اس تمام عرصے میں سرحدی علاقوں میں بربروں،عربوں اور مولدوں کی برپا کردہ شورشوں کی سرکوبی اور مملکت کی سرحدوں پر جہاد کیلئے امرا کی جدوجہد۔

عبدالرحمٰن الثانی کی کوششوں سے کچھ عرصے کے لئے داخلی فتنہ وفساد دب گیا،اس عظیم الشان فرماں روا نے اپنے دادا عبدالرحمٰن الأول کی شامی روایات ترک کر کے اسپین میں اپنی حکومت کا ڈھانچہ عباسیوں کے انداز پر ترتیب دیا۔

عبدالرحمٰن الناصر کا پچاس سالہ عہد جزیرہ نما اسپین میں نہ صرف مروانی تسلط کے منتہائے عروج کا دور ہے بلکہ اندلس کی پوری اسلامی تاریخ کا سب سے شاندار زمانہ ہے۔عبدالرحمٰن کی وفات پر اس کا بیٹا الحکم الثانی تخت نشین ہوا،اس کا عہد بھی بڑی کامیابی اور خوش حالی کا عہد تھا،اور اس بادشاہ کی سرپرستی میں قرطبہ پوری اسلامی دنیا میں علم وادب کا سب سے بڑا مرکز بن گیا تھا۔الحکم الثانی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ہشام الثانی کم عمری کی وجہ سے حکومت

کے قابل نہ تھا جس کی وجہ سے شاہی محل کے حاجب محمد بن عامر نے اپنی آمرانہ انداز میں تقدیر خلافت کی رہبری اختیار کر لی جو آگے چل کر المنصور کہلایا وہ انتہائی مدبر سیاست داں ہونے کے علاوہ ایک لائق سپہ سالار اور ماہر فن حرب کی حیثیت سے بھی بڑا کامیاب ثابت ہوا، اور ہشام الثانی کے حقوق واختیار میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔ ہشام الثانی نے محل کے حاجب کا عہدہ المنصور کے چہیتے بیٹے عبدالملک کو تفویض کر دیا جو المظفر کے اعزازی لقب سے باپ کا جانشین بنا، پھر جب عبدالملک کی جگہ اس کے بھائی عبدالرحمٰن نے لی تو اندلسی خلافت میں ابتری اور انتشار کے دور کا آغاز ہوا۔

۲۔۷ خلافت مروانیہ کا زوال

المنصور کی فوجی حکمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ شمالی افریقہ کے بربری الاصل تنخواہ دار سپاہیوں کی ایک بہت بڑی تعداد اسلامی اسپین میں جمع ہوگئی اور یہ لوگ اس کی اور اس کے جانشین کی وفات کے بعد نہ صرف خود اندلسیوں بلکہ صقالبہ کے زبردست گروہ کے خلاف بھی شورش کا مرکز بن گئے۔ اس چنگاری کو آگ کی شکل عبدالرحمٰن سنخول کی اس مجنونانہ خواہش نے دیدی کہ خلیفہ ہشام الثانی اسے اپنے بعد ولی عہد نامزد کر دے۔ قرطبہ میں اس نامزدگی کو بری نظر سے دیکھا گیا اور اس عامری حاجب کو مروانی مدعی خلافت محمد بن ہشام بن عبدالجبار کے حامیوں نے سازش کر کے قرطبہ کے قریب ۳ مارچ ۱۰۰۹ء کو قتل کر دیا۔

اس وقت سے سلطنت قرطبہ پر ایسے دور آتے رہے جن میں وہ بالآخر برباد ہوگئی، خلافت کے مدعیوں اور ان کے رقیبوں نے، جن میں سے بعض کو بربروں اور بعض کو ان کے دشمنوں کی امداد حاصل ہوتی رہتی تھی خلافت کی تباہی کی آخری گھڑی کو قریب تر کر دیا۔

۲۔۸ ملوک الطّوائفی

گیارہویں صدی عیسوی میں اسپین کی تاریخ کا سب سے اہم پہلو وہ جدوجہد ہے جو عیسائیوں نے اسے

دوبارہ فتح کرنے کے لئے کی۔اس جدوجہد کو ان مستعد عیسائی بادشاہوں سے تقویت ملی جن کے دل میں پہلے ہی سے یہ جذبہ بیدار تھا کہ اسلام کے خلاف اتحاد قومی کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ادھر مروانی خلافت کے انتشار وزوال کے نتیجے میں اندلس کی سلطنت مختلف گروہوں اور طبقات میں منقسم ہوگئی جن میں سے کئی ایک کی زندگی محض چند روزہ ثابت ہوئی اور ان میں سے محض اشبیلیہ کے بنوعباد، بطلیوس کے بنوافطس ،غرناطہ کے بنوزیدی، طلیطلہ کے ذوالنونیہ اور سرقسطہ کے ھود یہ ہی بڑے بڑے سیاسی گروہ بنانے میں کامیاب ہوسکے۔

اب خطرہ اس قدر بڑھ چکا تھا کہ ملوک الطّوائف خواہ مخواہ المرابطون سے امداد طلب کرنے پر مجبور ہوگئے۔ حالات اس وقت کچھ بدلے جب مغرب کے امیر یوسف بن تاشفین کے زیرسرکردگی شمالی افریقہ کی فوجوں نے دخل اندازی کی،اوراس نے زلاقہ کے مقام پر الفانسوالسادس کی فوجوں کوشکست فاش دی۔لیکن اس فتح کو آگے نہ بڑھایا گیا۔اور یوسف بن تاشفین نے اندلسی بادشاہوں کو باہمی نااتفاقیوں اورعیسائی بادشاہ سے ان کی مفاہمتوں سے تنگ آکر بادشاہوں کومعزول کر کے اندلس کا بڑا حصہ اپنے ماتحت کرلیا۔

۹۔۲ مرابطین کی حکومت

یوسف بن تاشفین نے جب اندلس کے طوائف الملوک کوایک ایک کر کے معزول کر دیا اورعیسائی بادشاہ الفانسوکوشکست دیدی تو مسلم اسپین پر مرابطین کے قبضے کی تکمیل ہوگئی۔اس کے بعد اندلس میں کئی سال تک ترقی وآسائش کا دور دورہ رہا اوراس عرصہ میں گو مرابطین طلیطلہ کوفتح نہ کرسکے تاہم ان کی فوجوں نے متعدد کامیابیاں حاصل کیں۔پھر یوسف بن تاشفین کے بعد جب اس کا بیٹا علی اس کا جانشین ہوا تو عیسائیوں کا دباؤ بڑھ گیا اورانہیں زیادہ کامیابی اس لئے ہوئی کہ علی جسے خود مراکش میں الموحدون کی طرف سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا،اس قابل نہ رہا کہ ان باغیانہ مظاہروں کا جم کر مقابلہ کرسکے جنہوں نے ہرطرف سے اسے گھیر رکھا۔گویا پھر ایک بار وہ وقت آگیا تھا کہ اندلس پر دوسروں کا قبضہ ہوجائے۔

۲۔۱۰ موحدین کی حکومت

بارہویں صدی کے وسط میں، تیس سال کی مدت کے بعد، جس کے دوران بعض ایسی تحریکیں رونما ہوئیں جنہوں نے طوائف الملو کی کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیا، آخر اندلس مراکش کے بنومؤمن کے زیرنگیں آ گیا۔ موحدین نے اندلس کے ان حصوں پر جو اس وقت تک مسلمانوں کے قبضے میں تھے تقریباً ایک سو سال تسلط قائم رکھا، اگرچہ اس تسلط کی حیثیت اضطراری سی تھی، عیسائیوں کی فتح ثانی کے سلسلے میں ہر سال نئے نئے علاقے ان کے ہاتھ سے نکلتے رہے، لیکن عیسائیوں کی فتح ثانی کا اصل معمار شاہ قشتالیہ الفانسو ہشتم تھا۔

موحد خلیفہ ابو یوسف یعقوب نے ۱۸ جولائی ۱۱۹۵ء کو ارکہ میں جو فتح حاصل کی اس کے اثرات دیرپا ثابت نہ ہوئے ، چنانچہ اسے پندرہ برس بھی نہ ہوئے تھے کہ عیسائی اتحادیوں نے ۱۷ جولائی ۱۲۱۲ء العقاب پر مسلمانوں کو شکست دیدی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابدہ (Ubeda) اور بیاسہ (Beeza) انکے ہاتھ سے نکل گئے اور ربع صدی گزرنے سے پہلے ہی قرطبہ فتح ہو گیا اس کے بعد ارغون کے باکس اول نے بلنسیہ اور فرڈیننڈ ثالث نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا۔

۲۔۱۱ بنوالأحمر کی حکومت

مسلسل قطع وبرید کے باوجود آئندہ ڈھائی سو سال تک "سلطنت غرناطہ" جزیرہ نمائے اندلس میں تنہا ایسی مملکت رہی جو مسلمانوں کے زیر حکومت تھی۔ یہ مملکت جبل الطارق سے المریہ تک بحیرۂ روم سے گھری ہوئی تھی اور اندرون ملک اس کی حدیں جبال رندہ اور جبال البیرہ کے سلسلوں سے آگے نہ جاتی تھیں۔

نصری خاندان یا بنوالأحمر کے جدامجد اور بانی محمد اول الغالب باللہ نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر قبضہ کیا تھا اور الحمراء کے قلعہ کو شاہی محل کی شکل دی تھی۔ اس نے قشتالیہ کے بادشاہ فرڈیننڈ اول، پھر اس کے جانشین الفانسو دہم کا باج گزار ہونا بھی منظور کر لیا تھا۔ اس کے بعد سے غرناطہ کے بادشہاوں کی روش یہ رہی کہ وہ ان معاہدوں میں جو ان

کے اور عیسائیوں یا مراکش کے بنو مرین کے مابین طے ہوتے رہے ایک طرح کا پر خطر توازن قائم رکھیں ۔ یہ مرینی اندلس پر فوجی یورشیں کرتے رہتے تھے اور انہوں نے چند مقامات، مثلا طریفہ پر قبضہ بھی کرلیا تھا، لیکن بتدریج مراکش کا تعاون موہوم ثابت ہونے لگا اور سلطان ابوالحسن کو نہر بکہ پر شکست ہوئی۔ ان سب کے باوجود اپنی یادگار عمارتوں اور علمی اجتماعات کی وجہ سے، جن میں لسان الدین الخطیب جیسے لوگ نمایاں تھے، غرناطہ نے دارالخلافہ کی حیثیت سے اپنا وقار قائم رکھا۔

پھر بعد میں ارغون کے فرڈینڈ اور قشتالیہ کی از ابیلا جیسے عیسائی فرمانرواؤں کے ظہور سے عیسائیوں کے جارحانہ اقدامات منظّم ہوکر زیادہ وسیع پیمانے پر شروع ہوگئے۔ ۱۴۸۶ء میں لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگیا، اس کے اگلے برس مریہ بلش، مالقہ اور المریہ اور بسطہ بھی ان کے قبضے میں آگئے، بالآخر ۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ/۳ جنوری ۱۴۹۲ء کو غرناطہ نے کیتھولک بادشاہوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔

۲_۱۲ خلاصہ

عیسائی اسپین میں آخری دور حکومت کے دنوں میں گاتھ کی ظلم وزیادتی اور حکومت میں پادریوں، مذہبی پیشواؤں کے اثر نفوذ اور عوام سے بے اعتنائی اور یہودیوں پر عیسائیوں کے مسلسل مظالم نے مسلمانوں کو اس جزیرہ کی طرف رخ کرنے پر مجبور کیا، چنانچہ افریقہ ومغرب کے حاکم موسی بن نصیر کے حکم سے ان کے نائب طارق بن زیاد نے اندلس کے ساحلی علاقہ پر حملہ کرکے کامیابی حاصل کی، اس کے بعد موسی بن نصیر بذات خود اپنا لشکر لیکر پہونچے اور ان دونوں نے کافی علاقے فتح کر لئے۔

دمشق میں موجود اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے حکم سے یہ دونوں شام چلے گئے، اور مفتوحہ علاقوں میں خلیفہ کے ایماء اور مغرب کے حکام کی تائید سے مختلف امراء نے حکومتیں کیں لیکن مجموعی طور پر حالات انتشار کا شکار رہے، اسی اثناء میں دمشق میں بنوامیہ خلافت زوال کا شکار ہوگئی اور اس خاندان کے ایک فرد عبدالرحمٰن معاویہ اندلس

پہو نچے اور اپنے گرد خاندان کے لوگوں اور بہی خواہوں کو اکٹھا کر کے امیر وقت کو شکست دیکر شاندار مروانی خلافت کی بنیاد رکھی، اور یہ سلطنت ڈھڑھ سو سال تک شان وشوکت سے قائم رہی۔

مروانی سلطنت کے زوال کے بعد اندلسی کے مختلف علاقوں پر امراء نے حکومتیں کیں جس کو تاریخ میں طوائف الملوک کا دور کہا جاتا ہے جو تقریبا باسٹھ سال تک رہا۔ اس طوائف الملو کی اور انتشار، اور عیسائیوں کی شورشوں کو دیکھتے ہوئے مغرب کے امیر یوسف بن تاشفین نے اپنی فوج کو لیکر مداخلت کی اور اندلس کا بڑا حصہ اپنے ماتحت کرلیا، پھر یوسف بن تاشفین کے بعد ان کا بیٹا جانشین ہوا لیکن وہ زیادہ دیر تک ملک کی زمام قیادت سنبھال نہ سکا، اور حکومت زوال کا شکار ہوگئی اس دور کو مرابطین کا دور کہا جاتا ہے۔

حالات کو دیکھتے ہوئے بالآخر مراکش کے بنو مومن جنہیں موحدین بھی کہا جاتا ہے نے اندلس کے اس علاقوں پر فوجی حملہ کردیا اور ان علاقوں پر جو مسلمانوں کے زیر تسلط تھا اپنی حکومت قائم کی جو تقریبا ایک سو سال تک قائم رہی، پھر آخر میں عیسائی اتحادیوں نے ان علاقوں پر حملہ کر کے مسلمانوں کو شکست دیدی اور بہت سے علاقے مسلمانوں کے تسلط سے نکل گئے۔

آخری حکومت جو مسلمانوں نے کی وہ بنوالأحمر کی تھی جنہیں نصری بھی کہا جاتا ہے ان لوگوں نے غرناطہ پر قبضہ کیا اس لئے اسے سلطنت غرناطہ کہا جاتا ہے، یہ سلطنت بڑی شان وشوکت کے ساتھ جزیرۂ نما اندلس میں تنہا ایسی مملکت رہی جو مسلمانوں کے زیر حکومت تھی۔ لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ ۱۴۹۲ء میں اس حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا اور غرناطہ عیسائی کیتھولک بادشاہوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ اس طرح مسلمانوں کی آخری سلطنت بھی اندلس میں ختم ہوگئی۔

۱۳۔۲ نمونے کے امتحانی سوالات

۱۔ اندلس میں مسلمانوں کی فتح کے بعض محرکات واسباب بیان کیجئے۔

۲۔فاتح اندلس کے بارے میں مختصر تحریر قلمبند کیجئے۔

۳۔مروانی حکومت کے اہم احوال بیان کیجئے۔

۴۔اندلس میں طوائف الملو کی زمانہ کسے کہتے ہیں۔

۵۔مرابطین نے اندلس پر کیسے حکومت کی۔

۶۔موحدین کی حکومت کے بارے میں مختصراً تحریر کیجئے۔

۷۔بنوالأحمر کی حکومتیں کب اور کہاں اور کیسے قائم ہوئی اور کب تک رہی۔

۲۔۱۴ فرہنگ

لفظ	معانی
طوائف الملوک	اندلس کے مختلف علاقوں میں جداگانہ حکام
مرابطین	شمالی افریقہ کے بربر جن میں یوسف بن تاشفین مشہور ہے
موحدین	مراکش کا وہ دینی گروہ جو محمد بن تومرت سے متاثر عبدالمؤمن کی قیادت میں منظّم ہوا
بنوالأحمر	دوسرا نام بنونصر بھی ہے یہ عربوں کا ایک طاقتور قبیلہ ہے جس کے غرناطہ کے مشہور امیر محمد بن یوسف جو ابن الاحمر سے معروف ہیں

۲۔۱۵ مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱۔تاریخ الادب الأندلسی ڈاکٹر محمد زکریا عنانی

۲۔الأدب العربی فی الأندلس عبدالعزیز محمد عیسی